راجہ انور

دھکتا الاؤ

1991ء میں صدام حسین نے کویت پر شب خون مارنے کے بعد امریکہ کو للکارا، ماضی کے صحراء میں بھٹکتے ہوئے پنجابی دانشوروں نے اسے فوراً صلاح الدین ایوبی ؒ کے خطاب سے نواز دیا۔ ہمارے فالج زدہ میڈیا نے بسرعت یہ ''ریسرچ'' بھی کرلی کہ صدام کی جائے پیدائش عین وہی گاؤں ہے، جہاں کبھی صلاح الدین ایوبی ؒ نے جنم لیا تھا۔ بس پھر کیا تھا، یار لوگ اخباری صفحات پر ''صلیبی جنگوں'' کا پھریرا لہرانے میں جُت گئے۔ اس جنگ کا نتیجہ عراق کی مکمل تباہی اور عرب دنیا میں امریکی اور برطانوی اڈوں کی صورت میں نکلا۔ یہ اور بات کہ صدام اپنی بھرائی ہوئی آواز میں اب تک وہی پرانے نعرے لگا رہے ہیں۔

جس کسی نے 11 ستمبر کی صبح ٹریڈ سنٹر پر حملہ کیا، اس نے نہ صرف ہزاروں بے گناہ انسانوں کو راکھ کا ڈھیر بنا دیا، بلکہ پاکستان سمیت باقی ماندہ اسلامی ممالک کے گلے میں حالات کی ایسی گانٹھ ڈلوادی، جو مخالف سمت میں حرکت کرنے پر تنگ تر ہو جاتی ہے۔ یہ تو دھول بیٹھنے کے بعد ہی معلوم ہوگا کہ 11 ستمبر کی صبح نے ہم سے کیا کچھ چھینا، تاہم ایک بات واضح ہے کہ جو ہوا اس کا سب سے زیادہ نقصان مسلمان اقوام کو ہوا۔ ادھر حقائق سے لاتعلق بعض پنجابی دانشوروں نے اپنے سینگ کھڑے کر رکھے ہیں۔ انہیں یہ احساس نہیں کہ اب خطرہ ہمارے صحن میں رینگ رہا ہے۔ وہ اسلام کو ایسا لبادہ پہنانے میں مصروف ہیں، جس کا تاریخ سے کوئی تعلق یا واسطہ ہے، نہ اسلامی تعلیمات سے کوئی رابطہ، یہ رشتہ ایک دوست نے پچھلے دنوں لندن میں مقیم بلال نامی کسی صاحب کا یہ ''فرمان'' مجھے میل کیا، جسے پڑھ کر اپنا سر پیٹنے کو جی چاہا۔ موصوف نے نیا انکشاف فرمایا ہے کہ وہ سارے ممالک، جن پر کبھی مسلمانوں کا قبضہ رہا، آج بھی مسلمانوں ہی کی ملکیت ہیں، لہذا ان پر دوبارہ قبضہ کرنا اور وہاں کے باشندوں کو غلام بنانا ہمارا وراثتی حق ہے!

الغرض لندن ایسے پر فضاء شہر میں مورچہ زن ''دانشور'' نے بیک جنبش قلم عربوں، بربروں، عثمانیوں اور تاتاریوں کو ''اوترا نکھترا'' قرار دیتے ہوئے ان کی ساری وارثت پنجابیوں کے نام رقم کردی۔ گویا بلقان اور روس کے کچھ حصوں کو دوبارہ فتح کرنے کا بوجھ بھی ہمارے سر آن پڑا اور چین سے ''تا بخاکِ کاشغر'' والے حصے کی واپسی بھی ہمارا فریضہ ٹھہری۔ رہا سپین تو اس پر دوبارہ قبضے کے امکانات بہر طور روشن ہیں کہ اس وقت بیس پچیس ہزار پنجابی ''شاہین'' سپین میں سیاسی پناہ حاصل کرنے کی خاطر اپنی کشتیاں جلا

بیٹھے ہیں۔ جس دن ہمارے اس ہراول دستے کے ہاتھ کاغذات لگ گئے، جانئے میمنہ اور میسرہ بھی اس کے پیچھے پیچھے آن پہنچا .... اور سپین کی اینٹ سے اینٹ بج گئی۔ البتہ ہندوستان کی دوبارہ فتح میں یہ تاریخی پیچیدگی ضرور پیش آسکتی ہے کہ ہندوستان کو آخری بار بابر نے ابراہیم لودھی سے چھینا تھا تو آج اسے بابر کے ورثا فتح کریں گے یا پھر ملیحہ لودھی اور عامر لودھی کو ہی ایڈمرل (ر) منصور الحق والے بحری بیڑے کے ہمراہ یہ تاریخی کارنامہ بھی سرانجام دینا پڑے گا؟؟؟

بلال میاں ایسے پراگندہ فکر حضرات کو کون سمجھائے کہ اسلام امن، عدل اور دنیا بھر کیلئے سلامتی کا پیغام ہے۔ پوری انسانیت کیلئے مساوات کا داعی ہے، اس کا سرچشمہ قرآن مجید ہے، اسلام پر ایمان لانے کا یہ مطلب کیسے نکلے کہ ہم بربروں، خلجیوں، منگولوں، ترکمانوں، ازبکوں، غزنویوں اور تاجکیوں کی تاریخ پر بھی ایمان لے آئیں؟ ان سب نے اپنی بیشتر جنگیں ایک دوسرے کے خلاف لڑیں، تو پھر یہ اسلام کی جنگیں کیسے ہوگئیں؟ وہ جو علاقے ایک دوسرے سے چھینتے رہے، کس طرح ہماری وارثت ٹھہرے؟ اگر ان ظلِ سبحانیوں کے ادوار اسلام کی تاریخ تھے، تو پھر بیچارے پاکستان کی تاریخ نے کیا گناہ کیا، اسے بھی اسلامی حکمرانوں کی تاریخ قرار دیجئے! ضیاء الحقوں اور یحیٰی خانوں کی تاریخ، بینظیروں اور نواز شریفوں کی تاریخ اور پے در پے مارشلاؤں کی اسلامی تاریخ !!!

مسلمان ممالک کا ماضی اس تلخ حقیقت کا شاہد ہے کہ اسلام کو یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں اور مجوسیوں سے کہیں زیادہ نقصان اسلام ہی کے نام پر لڑی جانے والی اقتدار کی باہمی جنگوں نے پہنچایا۔ ایران کے رضا شاہ پہلوی نے 1952ء کے سفید انقلاب اور آیت اللہ خمینی نے 1979ء کے اسلامی انقلاب میں کتنے لاکھ ایرانی ''مومنوں'' کی گردن ماری؟ عبدالکریم قاسم سے لے کر صدام حسین تک ہر عراقی حکمران نے لاکھوں کرد، سنی اور شیعہ قتل کردیئے، جو سب مسلمان تھے۔ ایران عراق جنگ میں دس لاکھ سے زائد بیگناہ مسلمانوں کا خون بہادیا گیا، لیکن ہم خمینی اور صدام کی تصاویر اٹھائے ان کے نعرے لگاتے رہے۔

1966ء میں سہارتو اڑھائی لاکھ انڈونیشی مسلمانوں کی لاشوں پر چلتا ہوا جکارتہ کے تخت پر بیٹھا اور یہ تعداد انڈونیشیا کی جنگ آزادی میں شہید ہونے والوں سے کئی گناہ زیادہ تھی۔ ستمبر 1970 میں شاہ حسین نے جتنے فلسطینی قتل کردیئے ان کی تعداد اسرائیل کے خلاف شہید ہونے والوں سے کہیں زیادہ ہے۔ ہمارے ہاں جتنے مسلمان پولیس کی گولیوں، کراچی کے فسادات اور فرقہ پرستانہ دہشت گردی کی بھینٹ چڑھے، جتنے 1971ء کے دوران بنگال میں مارے گئے، کیا ان کی تعداد ہندوستان کے خلاف جنگوں

میں شہید ہونے والوں سے کئی گنا زائد نہیں؟ افغانستان پچھلے بیس برسوں سے اقتدار کیلئے جنگ و جدل کا میدان بنا ہوا ہے، ایک دوسرے کے خلاف کفر اور جہاد کے نعرے لگانے والی افغان قیادت کئی لاکھ بے گناہ انسانوں کے خون میں ڈوبی ہوئی ہے!!!! 1982ء کے آخر میں شام کے صدر حافظ الاسد نے دس ہزار سنی مسلمانوں کو ان کے معصوم بچوں، بیویوں اور والدین سمیت نہ صرف تہہ تیغ کر دیا، بلکہ اس نے حمہ (HAMA) کا پورا شہر صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔ اس کے باوجود عمر بھر نعرے اسرائیل کے خلاف ہی لگاتا رہا۔ الجزائر میں پچھے دس برسوں کے عرصے میں جتنے بے گناہ مسلمان اقتدار کی جنگ میں قتل ہوئے، ان کی تعداد فرانس کے خلاف جنگِ آزادی کے شہداء سے کہیں زیادہ ہے۔ اقتدار کی دہلیز پر مسلمانوں کے خونِ ناحق کا یہ نذرانہ بوسنیا، فلسطن اور کشمیر میں دشمن کے ہاتھوں بہائے جانے والے خونِ شہداء سے کئی گنا زیادہ ہے۔

ہم پاکستان کے باسی ہیں۔ جس دن ہمارے قدموں تلے سے یہ دھرتی نکل گئی، اس دن ہمیں کسی مسلمان ملک میں جائے پناہ نہیں ملے گی۔ جس کو میری بات پر اعتبار نہ ہو وہ عرب ممالک کا ایک چکر لگا آئے۔ اسے معلوم ہو جائے گا کہ مسلمان ہونے کے باوجود کوئی عرب ملک ہمیں اپنی شہریت نہیں دیتا۔ اپنے برابر حقوق نہیں دیتا۔ کسی عرب ملک میں ہمیں اپنا گھر بنانے یا اپنے نام پر حجام کی دکان تک کھولنے کی اجازت نہیں۔ خواہ ہم تیس برسوں سے وہاں مزدوری کیوں نہ کرتے ہوں۔ ہمیں ایک بے گھر، مسکین اور خانہ بدوش بھکاری ہی سمجھا جاتا ہے۔ اپنوں کیلئے ''صدیق'' ایسی باعزت اصطلاح استعمال ہوتی ہے اور ہمارے لئے ''رفیق'' ایسا تمسخرانہ استعارہ ! گویا ان ممالک میں ہماری حالت کفیلوں کے ''عجمی غلاموں'' کی سی ہے اور یہ ہے حال دردِ دل! آج کرۂ ارض پر پچاس کے لگ بھگ مسلم ممالک اپنا وجود رکھتے ہیں۔ ان سب کی اپنی اپنی فوج، اپنا اپنا کلچر، اپنے اپنے مسائل اور اپنے اپنے وسائل ہیں۔ کچھ کے پاس دولت کے انبار ہیں، تو کچھ ہماری مانند روٹی کو ترستے ہیں۔ ہمارے سر پر چڑھے ہوئے قرضے ہمارے سر کا بوجھ ہیں۔ جو ہم نے اور ہمارے بچوں نے اتارنے ہیں۔ اگر کوئی مسلم ملک یا کوئی ''امہ'' یہ بوجھ اٹھانے اور بٹانے کو تیار ہو تو اس کیلئے ہمارا سر بھی حاضر کر دیجئے اور اگر کہیں کوئی نہیں، تو اللہ کیلئے اس ملک کو دنیا بھر کے بھگوڑوں کا مسکن نہ بنائیے۔ اسے ملائیت کی تجربہ گاہ نہ بنائیے اور فرقہ پرستی کے گڑھ میں نہ بدلیئے۔

کوئی ان حمید گلوں، نسیم بیگوں اور قاضی حسین احمدوں سے پوچھے کہ اے بندگانِ خدا! آپ جس ''امہ'' کی قیادت فرمانے کے زعم میں گرفتار ہیں، وہ ہے کہاں؟ کیا وہ تصوراتی ''امہ'' اسی پنجاب میں مقیم ہے، جہاں مذہبی منافرت کے ہاتھوں آج شیعہ اور سنی ایک گھر اکٹھے نہیں رہ سکتے؟ وہابی اور بریلوی ایک

ہی مسجد میں اللہ کے حضور سر نہیں جھکا سکتے۔ گجر، جٹ، ارائیں اور راجپوت ایک گاؤں میں امن سے نہیں رہ سکتے! یا پھر وہ ''امہ'' ہمیں سندھ کے ان ریگزاروں میں ملے گی۔ جہاں ہر چوتھا پانچواں سندھی اور مہاجر، پٹھان اور پنجابی ایک دوسرے کا گلا کاٹ رہا ہے۔ یا پھر ہم اسے سرحد اور بلوچستان کے ان سنگلاخ پہاڑوں پر تلاش کریں گے۔ جہاں ہر قبیلے کی حدود کے ساتھ ہی دھرتی کا تصور ختم ہو جاتا ہے۔ اور کیا اس منتشر ''امہ'' کو وہ قیادت ایک صف میں کھڑا کرے گی، جس نے ایک اللہ، ایک رسولؐ اور ایک قرآن کے نام پر خود 72 متصادم فرقے بنا رکھے ہیں؟؟؟

خدارا! اہل اسلام پر رحم کیجیے اور اس بیچاری غریب مقروض اور مفلوک الحال قوم پر بھی، کہ آپ نے اپنی ہوسِ اقتدار کو ہی قومی احیائے نو کا عنوان دے رکھا ہے۔ بچوں کے معصوم ذہنوں میں ایک دوسرے کے خلاف نفرت کا زہر بھرنے اور ان کے ہاتھوں میں بندوق تھمانے کے بجائے انہیں سائنس اور ٹیکنالوجی کے ہتھیار سے مسلح کریں تاکہ بش اور بلیئر ہمیں حکم دینے کی بجائے سلام کرنے پر مجبور ہوں۔ ایک دوسرے کی گردن کاٹنے کی بجائے اپنے سر پر چڑھے قرضوں کا حجم کم کریں تاکہ ہمارے پرعزم محنت کشوں کو روزگار، بہترین سہولیات اور بہترین معاش مل سکے۔ مریضوں کو علاج اور غریبوں کو انصاف مل سکے۔ ہمیں روس، سپین اور کاشغر کی مکرر فتح کا خواب دکھانے کے بجائے پاکستان کو بچانے، اسے مضبوط بنانے اور اسے ناقابل تسخیر کرنے کا راستہ بتلائیے۔ ہم میں جذبۂ جہاد اور جرأت کی کوئی کمی نہیں۔ البتہ برداشت، اتحاد اور علم کا فقدان ہے۔ ہم منزل پر پہنچنے کا حوصلہ تو رکھتے ہیں، لیکن گم کردۂ راہ ہیں۔ غلطیوں سے سبق سیکھنے کی بجائے انہیں دہرانے میں مصروف ہیں۔ کولہو کے بیل کی مانند ایک ہی جگہ پھر رہے ہیں۔

آج پورا خطہ آتش زیر پا ہے۔ پاکستان کے اردگرد آگ کا ایک الاؤ دہک رہا ہے۔ ہم کب تک ماضی کی ریت میں گردن دبا کر حقائق سے آنکھیں بند رکھ سکتے ہیں؟ یہ لمحہ احتیاط اور اتحاد کا طالب ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ سر جوڑنے کا متقاضی ہے!! اور جو لوگ اس آگ کو اپنے اقتدار کا زینہ بنانے کے خواہشمند ہیں مجھے خوف ہے کہ وہ کہیں خود کو بھی بھسم نہ کر بیٹھیں اور قوم کو بھی!!!

(بشکریہ: روزنامہ ''خبریں'' لاہور ۱۶ اکتوبر ۲۰۰۱ء)

قارئین سے گزارش

جن حضرات کو عرصہ دراز سے ماہنامہ ''حرمین'' مسلسل مل رہا ہے ان سے گزارش ہے کہ وہ اپنے بقایاجات فوراً بھجوائیں۔ تاکہ تبلیغی فنڈ میں آپ کا حصہ بھی پڑ سکے اور رسالہ بھی آپکو پہنچتا رہے۔